جلد نمبر ۳

تفسیر

انوار النجف فی اسرار المصحف

علامہ حسین بخش جاڑا

مکتبہ انوار النجف دریاخان ضلع بھکر

پس اسی طرح نظام عالم کی بقاء کے لئے جن جن اصول و عقائد اور فروع و اعمال کے ضابطہ کی ترویج پر رسول مامور ہیں اگر بعض افراد اپنے مفسدانہ رویے پر قائم رہیں اور اس ضابطہ کو تسلیم نہ کریں تو پہلے ہر ممکن طریقہ سے ان کو سمجھانا ضروری ہے اور بصورت ضد وہٹ دھرمی ان کا صفحۂ ہستی سے نیست و نابود کر دینا عین مصلحت اور قرین عقل ہے۔ کیونکہ امن افراد پر امن عالم کو ہرگز قربان نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ بقائے عالم پر بقائے افراد کو قربان کیا جا سکتا ہے۔

دینی اختلاف كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ فطری تمدن اور صلح و آشتی کی زندگی کے پیش نظر یگانگت کی دولت کے مالک تھے لیکن استخدام و تسخیر موجودات کے فطری حق کی بناء پر ذاتیاتی کش مکش ان کو تفرق و تشتت کی وادی میں ڈال کر آپس میں دست و گریباں کر رہی تھی۔ پس اس مفسدہ کے قلع قمع کے لئے اور اعتدال و امن کی برقراری کے لئے خدا نے رسول بھیجے۔ پس آیت کا مقصد یہ ہوا کہ لوگ ایک امت تھے۔ یعنی ان میں فطری یگانگت تھی۔ لیکن تعیش ظاہری اور مفاد زندگی کے حصول کی خاطر بے اعتدالیوں کی وجہ سے ان میں نظریاتی اختلافات رونما ہوئے تو خدا نے ان کی اصلاح کے لئے کتاب و شریعت دے کر رسول بھیجے جو اطاعت گذاروں کو مژدۂ جنت اور سرکشوں کو عذاب خداوندی میں گرفتاری کی خبریں سنائیں اور لوگوں کے باہمی اختلافات کو ہر ممکن کوشش سے ختم کریں۔ لیکن اس کے بعد فرماتا ہے کہ وَمَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ۔ یعنی اختلاف ہی ان لوگوں نے کیا جن کو کتاب دی گئی۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس واضح دلائل و براہین پہنچ چکیں اور یہ اختلاف صرف از راہ بغاوت ہی تھا۔

پہلا اتحاد، اتحاد فطری تھا اور اس پر متفرع اختلاف بھی اختلاف فطری تھا جس کا تعلق معاشی پہلو سے تھا اور اس کو رفع کرنے کے لئے انبیاؑ کی بعثت ہوئی۔ اب یہ اختلاف، اختلاف فطری نہیں بلکہ از راہ بغاوت و عناد ہے۔ جو بعثت انبیاء کے بعد امتوں میں رونما ہوا۔ وہ اختلاف معاشیات میں بے راہ روی کا نتیجہ تھا اور یہ اختلاف دینیات میں بے جا تصرفات سے ظاہر ہوا۔ کیونکہ فرماتا ہے کہ اس اختلاف کی ذمہ داری ان افراد پر عائد ہوتی ہے۔ جن کو کتاب دی گئی۔ پہلی قسم کا اختلاف فطرت کا تقاضا تھا۔ لہذا اس کے لئے خالق فطرت نے انبیاء و رسل کا انتظام فرمایا۔ لیکن دوسرا اختلاف چونکہ صرف عناد و سرکشی کی پیداوار تھا۔ لہذا اس کا علاج افہام و تفہیم یا ڈانٹ ڈپٹ یا عذاب اخروی کی وعید سے کافی سمجھا گیا۔

ضرورتِ نبی

گذشتہ بیان سے واضح کر دیا جا چکا ہے کہ انسان طبعی و فطری طور پر استخدام و تسخیر موجودات کا حق رکھتا ہے اور اس کی بدولت انسان کی معاشی زندگی میں اختلاف و فساد کی بنیاد پڑتی ہے لہذا اجتماعی زندگی اور تمدنی بقاء کے لئے قوانین کی ضرورت

ہے۔ جن کی پابندی انسان کو اپنے کمال و سعادت پر فائز کر سکے۔ پس ایسے قوانین کی تشکیل یا تو خود فطرت ہی کرے گی یا کوئی ایسی ذات کرے گی جو فطرت کے تقاضوں کو جاننے والی اور اس کی تمام تر صلاحیتوں پر نگاہ رکھنے والی ہو۔ تو ظاہر ہے کہ فطرت جو خود منبع ہے ان تمام اختلافات کا وہ رفع اختلاف کا زینہ نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا فطرتِ انسانی کے علاوہ ہی وہ ذات ہونی چاہیئے جو اصلاحِ انسانیت کے لئے قوانین مرتب کرے تو وہ سوائے خالقِ کائنات کے اور کوئی ہو نہیں سکتا۔ پس ضروری ہے کہ خدا اپنے انتخاب سے ایسے افراد کو اصلاحِ خلق کے لئے مامور فرمائے جن کو ان قوانین کا پوری طرح علم دیا گیا ہو۔ اور وہ ان قوانین کے نفاذ میں بلا لومۃ لائم اپنی خدمات پیش کرنے والے ہوں۔ پس نبوت وہ عہدۂ جلیلہ ہے جو خدا اصلاحِ خلق کے لئے کسی اپنے خاص بندے کو عطا فرماتا ہے۔ اور اس سے یہ بات خود بخود سمجھ میں آجاتی ہے کہ جس کو خدا یہ عُہدۂ جلیلہ عنایت فرمائے گا وہ خود اس قسم کی بے اعتدالیوں سے پاک و منزہ ہوگا۔ جن کی اصلاح کے لئے وہ مبعوث ہوا ہے۔ ورنہ اگر اس عہدہ پر فائز ہونے والا بھی عام لوگوں کی طرح جور و اعتساف سے کام لینے والا ہو۔ تو اس کی اصلاح کے لئے کسی دوسرے مصلح کی ضرورت ہوگی اور اگر وہ بھی ویسا ہو تو پھر اس کے لئے کسی تیسرے کی ضرورت ہوگی اور یہ سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ اور اسی کو تسلسل کہتے ہیں جو کہ اتفاقاً محال ہے نیز اگر فرستادہ خدا خود اُمت کی غلط کاریوں سے ملوث ہو تو اس کے موعظہ کا عامۃ الناس پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ لہٰذا اس کی بعثت خالی از فائدہ ہوگی۔ نیز ایک غلط کار انسان پر اصلاحی ذمہ داریوں کا بوجھ ڈالنا کسی عام عاقل انسان سے بعید از قیاس ہے۔ چہ جائیکہ خداوندِ حکیم ایسے فعل کا ارتکاب کرے۔ کیونکہ نہ سدھرے ہوئے کو دوسروں کے سدھارنے پر مامور کرنا وقارِ علم و حکمتِ ذاتِ اقدسِ الٰہی پر ایک ایسا بدنما دھبّہ ہے جو چہرۂ توحید و دامنِ عدل کو تشکوک و شبہات کی بے پناہ تاریکی و سیاہی میں پوشیدہ کرنے کے لئے کافی ہے پس ثابت ہُوا کہ اصلاحِ خلق کے لئے خداوندِ عدل و حکیم کی طرف سے ایسے افراد مامور بہ تبلیغ ہوں۔ جن کا دامن ہر قسم کی غلط کاریوں سے پاک و منزہ ہو۔ بلکہ جس رستہ پر چلنے کی دعوت دینے کے لئے مامور ہوں وہ خود اس پر اس طرح گامزن ہوں کہ اس راستہ پر اُن کی امّت میں سے ان سے سابق کوئی نہ ہو۔ اور اسی کو عصمت کے مقدس نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہم نے مقدمہ تفسیر انوار النجف میں ایک مستقل باب کے ذیل میں اس مسئلہ کو تفصیل سے لکھا ہے۔ نیز اس بحث کی کی تفصیل کیلئے ہماری کتاب "اسلامی سیاست" کا مطالعہ ضروری ہے۔